اطمینان قلب

مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آج کل دنیا کی ہر قوم اور قوم کا ہر فرد بے اطمینانی کا شکار اور افراتفری سے دوچار ہے، امریکہ ہو یا یورپ، چین ہو یا جاپان، مشرق وسطیٰ ہو یا برصغیر ہند و پاک، آسٹریلیا ہو یا افریقہ، ہر جگہ کے لوگ دولت کی فراوانی، صنعت و حرفت کی بلندی، تخت و تاج کی عظمت، عیش و عشرت کی سہولتوں اور سیر و سیاحت کی کامرانیوں کے باوجود اطمینان قلب کی دولت سے عام طور پر محروم ہیں، اس کی ضرورت کو نہایت شدت سے محسوس کرتے اور اس کی طلب میں اندھوں کی طرح اندھیرے میں ٹٹولتے پھر رہے ہیں۔ کچھ لوگ مختلف مذاہب میں اس گوہر مقصود کی جستجو کرتے ہیں تو کچھ لوگ متفرق نظریات حکمت و فلسفے میں اس دولت نایاب کو تلاش کرتے ہیں لیکن محرومی و ناکامی کے سوا ان کو کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ فلسفے و حکمت نے اطمینان قلب کے حصول کے لئے جو نظریات مہیا کئے ہیں، ان میں بے اطمینانی کے مرض کا کوئی مداوا نہیں ہے، بلکہ وہ اس میں مزید اضافے کا باعث ہوتے ہیں۔

اسلام کے علاوہ دیگر مروجہ مذاہب عالم نے بھی عدم سکون اور بے اطمینانی کی بیماری کی لئے جو نسخے تجویز کئے ہیں وہ سب عملی طور پر ناکام ہو چکے ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اس مرض کا تیر بہ ہدف اور کامیاب نسخہ مرحمت فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قلوبُهُم بِذِكْرِ اللّٰهِ الا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب" (۱)

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل ہوتا ہے، خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں وضاحت فرما دی گئی ہے کہ اطمینان قلب نہ مال و دولت کی کثرت سے حاصل ہوتا ہے، نہ ملوں، کارخانوں اور زمینوں سے اور نہ عہدوں اور جاہ و مراتب سے حاصل ہوتا ہے، بلکہ یہ صرف مؤمنوں کو حاصل

ہوتا ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ مومنوں کے دل کی غذا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس بڑھتا ہے، جس کی برکت سے ان کو اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ جس طرح مچھلی کو پانی میں، خشکی کے جاندار کو ہوا میں اور وحشی جانور کو جنگل میں رہ کر سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح مومن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہ کر ہی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے، اور جو دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم ہوتا ہے اس پر غفلت طاری رہتی ہے۔ وہ اہل غفلت کی صحبت اختیار کرتا ہے جس کے نتیجے میں اس کے دل کو قلق و اضطراب لاحق رہتا ہے۔ جس طرح مچھلی جب پانی سے جدا ہو جاتی ہے، خشکی کا جانور جب پانی میں جا گرتا ہے اور جنگلی جانور جب پنجرے میں بند کر دیا جاتا ہے اس کو اضطراب لاحق ہو جاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل دل بھی مضطرب و بے قرار رہتا ہے۔ مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے، اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس مؤمن سے محبت کرتا ہے اور اس کو دوست رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللّٰہ ولی المومنین (۲) اور حدیث قدسی میں ہے: انا جلیس من ذکرنی (۳) میں اس شخص کا ساتھی ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو دنیا و آخرت میں اطمینان نصیب فرماتا ہے اور خوف و حزن کو اس سے دور فرما دیتا ہے۔ ایسے خوش نصیبوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَـآءَ اللّٰـہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (٤) آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ حزن و ملال سے دو چار ہوتے ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟...... تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی کی حدیث مروی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں، ان میں آپس میں محبت ہوتی ہے اور جب للہ فی اللہ ان میں محبت ہوتی ہے تو وہ خلوص دل سے ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ اتحاد و تعاون کا جذبہ ہر وقت ان میں کارفرما رہتا ہے وہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتے بلکہ ان سے ہر وقت ایثار قربانی کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے خود ان کو بھی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور معاشرے کو بھی سکون و اطمینان کی دولت میسر آتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو لوگ میرے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں اور میرے ہی لئے آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں اور میرے ہی لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میرے ہی لئے دوسرے پر خرچ کرتے ہیں، ان کی محبت مجھ پر واجب ہو گئی۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کے ساتھ ہے، ایک حدیث میں ہے کہ تو اہل ذکر کے ساتھ بیٹھنے کو اختیار کر اور جب خلوت میں بیٹھے تو جہاں تک ہو سکے اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ متحرک رکھ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کر اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دشمنی کر...... بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک بے کیف قرب و معیت حاصل ہو جاتی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان بزرگوں کی صحبت اللہ کی صحبت کا فائدہ دیتی ہے اور ان کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اولیاء اللہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے، ایسے لوگوں کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی: "لَهُمُ الْبُشْرىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ(٥)

اور جب دنیا و آخرت میں ان کے لئے خوشخبری ہے تو ان کو دونوں جہان میں اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور ہر قسم کے خوف و حزن سے محفوظ رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

"لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ(٦)

"جب کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ ان کا ذکر فرشتوں کی جماعت میں فرماتا ہے۔"

امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ سکینہ کوئی ایسی مخصوص چیز ہے جو اطمینان قلب اور رحمت وغیرہ سب کو شامل ہے اور ملائکہ کے ساتھ اترتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے، ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ البيت الَّذِىْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِىْ لَا يَذْكُرُ :مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ (٧)

"جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ شخص کی سی ہے۔"

یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے، اس سے مراد دل کی زندگی اور موت ہے یعنی دل کا اطمینان اور اضطراب ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ(٨)

"جب تم جنت کے باغوں میں گزرو تو خوب میوے کھاؤ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا ذکر کے حلقے۔"

ذکر کے حلقوں کو جنت کے باغ اس لئے فرمایا کہ ان کے سبب سے بہشت کے باغوں میں داخلہ ملے گا، اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جنت کی طرح ذکر کی مجلسیں بھی ہر آفت سے محفوظ رہتی ہیں اور ''خوب کھاؤ'' فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ دنیاوی تفکرات کے باوجود ذکر کے حلقوں میں شامل رہو، اس کی برکت سے تمہارے تفکرات دور ہوکر اطمینان قلب حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے ذاکر بندوں پر نہایت مہربانی اور بندہ پروری ہے کہ ان کو اپنی محبت کا مزا چکھاتا، اپنی معرفت کا لباس پہناتا، اپنی یاد میں مستغرق کرتا اور نیکی کو ان کا رفیق بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بے شمار برکتیں اور سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً جب بندہ خدا کا ذکر شروع کرتا ہے تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور اس کی برکت سے وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ ذکر الٰہی کی برکت سے گناہوں سے دور محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد کرتا ہے۔ اس کو اس دنیا میں بھی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے، مرنے کے بعد قبر میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کو تسلی دیتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے اور حشر کے روز بھی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں رہتا ہے اور ہر قسم کے خوف وحزن سے محفوظ ہوتا ہے۔ اس کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے، اور نفس اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی صفات رذیلہ، حسد وبغض، کبر وکینہ اور بخل وغیرہ زائل ہوکر صفاتِ حمیدہ وحسنہ، ایثار وسخاوت، تواضع وخدمت خلق وغیرہ حاصل نہ ہو جائیں، اور ان صفات حسنہ کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے ذکر پر موقوف ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله، الا وهی القلب(۹)

''انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو جائے تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو تمام خراب ہو جاتا ہے۔ آگاہ رہو کہ وہ دل ہے:''

دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی ۔۔۔ جس نے اسے سنبھال لیا وہ سنبھل گیا

ایک حدیث میں ہے کہ ہر چیز کے لئے صاف کرنے والی کوئی چیز ہوتی ہے، دلوں کو صاف کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے:

ذکر گو ذکر تا ترا جان گست ۔۔۔ پاکی دل ز ذکر رحمٰن ست

ہر بنی انسان کے لئے جو اطمینان قلب کا طالب ہے، اسلام کی یہ دعوت عام ہے کہ ایمان کی دولت سے بہرور ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد کثرت سے کرے اور ذاکرین کی مجلس میں شامل ہوکر جنت کے باغوں سے میوے کھائے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ لوگ تھوڑے ہی عرصے میں اطمینان قلب کی دولت سے سرفراز ہوں گے اور ذکر کی دائمی طور پر پابندی سے اطمینان قلب میں بھی دوام حاصل ہوگا۔